

اصولِ تفسیر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے لیے ”اصل الاصول“ ہمیشہ دو چیزوں کو تسلیم کرتے تھے۔

۱۔ اللہ کی کتاب یعنی قرآن۔ قرآن کو وحی جلی اور وحی متلو کہا جاتا ہے (یعنی جسکی تلاوت ہوتی ہے)

۲۔ نبی کریم ﷺ کی سنت یعنی احادیثِ صحیحہ۔ حدیث اور سنت کو وحی خفی اور وحی غیر متلو کہتے ہیں۔

(یعنی جسکی تلاوت نہیں ہوتی لیکن یہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے)

وہ اصول یا ذرائع جن سے ہم مستند تفسیر قرآن حاصل کر سکتے ہیں اصولِ تفسیر کہلاتے ہیں۔

شریعت کی اساس قرآن و سنت ہیں

یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ قرآن کو بغیر حدیث کے سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔

اصولِ تفسیر چار ہیں۔

۱۔ قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ

قرآن کی تفسیر کے لیے سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن ہی سے دیکھا جائے۔ بسا اوقات قرآن میں کوئی ایک حکم مختصراً بیان کیا جاتا ہے پھر کسی اور موقع پر اسے تفصیلاً بیان کر دیا جاتا ہے یعنی قرآن، قرآن ہی کی تفسیر کرتا ہے۔

۲۔ صحیح احادیث سے تفسیر

قرآن کی تفسیر کرنے کا دوسرا اصول یہ ہے کہ صحیح اور حسن احادیث کا انتخاب کیا جائے تاکہ تفسیر پڑھتے وقت طالب علم یہ اطمینان محسوس کرے کہ وہ جو کچھ پڑھ رہا ہے وہ یقیناً صحیح ہے۔

۳۔ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر

قرآن کی تفسیر کا تیسرا اصول یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مستند اقوال کو تفسیر میں شامل کیا جائے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کی تفسیر کو براہ راست لیا ہے۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تفسیر قرآن کے کام کو سرانجام دے رہے تھے ان کے بارے میں بخاری میں ایک حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو“

(۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۲) سالم رضی اللہ عنہ (یہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے)

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(۴) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ضعیف اور موضوع روایات سے اعراض

ضعیف اور موضوع روایات نے دین پر عمل کرنے کے معاملے میں مسلمانوں میں بہت سی مشکلات اور الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ موضوع روایات نے تو امت میں گمراہ فرقوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے امت مسلمہ کو بڑے بڑے فتنوں سے دوچار کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے“ (بخاری)

چونکہ قرآن کی تفسیر و تفہیم کے لیے صحیح احادیث کا ذخیرہ موجود ہے اس لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ قرآن کی تفسیر کرنے میں ضعیف اور موضوع روایات کا دروازہ بند رکھا جائے تاکہ امت کو بگاڑ سے بچایا جاسکے۔

۴۔ اسرائیلیات سے تفسیر

تورات اور انجیل کی روایات بھی قرآن کی تفسیر کرنے میں شامل کی جاتی ہیں۔ وہی اسرائیلی روایات شامل کی جائیں گی جن میں جھوٹ کی کوئی ملاوٹ نہ ہو، وہ صحیح سند سے ثابت بھی ہوتی ہوں اور وہ قرآن کے کسی حکم سے ٹکراتی نہ ہوں۔

تفسیر بالرائے کی بجائے تفسیر بالماثور

تفسیر بالرائے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی ذاتی رائے کے مطابق قرآن کی تفسیر کریں۔

تفسیر بالماثور کے معنی ہیں کہ تفسیر قرآن سے، تفسیر سنتِ رسول ﷺ سے اور تفسیر آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب اصول تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "محض رائے کے ساتھ قرآن کی تفسیر کرنا حرام ہے"، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اس چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں" (سورۃ اسراء: آیت ۳۶)

ہمیں قرآن کی تفسیر کرنے میں بہت ہی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن و سنہ کے علماء کے نزدیک تفسیر بالرائے حرام ہے، تفسیر بالماثور ہونی چاہیے۔